82497-پائپ فٹر اور بڑھئی اور ٹیلی فون کے ملازم کو انعام واکرام دینا

سوال

پائپ فٹر یا بڑھئی یا ٹیلی فون ملازم کو اپنا کام ختم کرنے کے بعد انعام واکرام دینے کا حکم کیا ہے، چاہے اس نے خود طلب کیا ہو، یا میں خود ہی بغیر مطالبہ کیے دے دوں، یہ علم میں رہے کہ جہاں وہ ملازم ہے وہاں سے اسے ماہانہ تنخواہ ملتی ہے، اور محکمہ ہی اسے میرے پاس مرمت کرنے کے لیے بھیجتا ہے ؟

پسندیدہ جواب

یہ مسئلہ بہت ہی اہم مسائل میں شامل ہوتا ہے اور اس دور میں بہت ہی عام ہو چکا ہے، حتی کہ بہت سارے ملازمین تو اب مانگنے سے بھی گریز نہیں کرتے، جیسے وہ انعام واکرام اور چائے پانی کا نام دیتے ہیں اور کچھ ملازمین تو اسے اپنا ضروری حق سمجھتے ہیں، اور کچھ ایسے بھی ہیں کہ اگر اسے کچھ دیا جائے تو وہ اس کی مقدار میں جھگڑا کرنے لگتے ہیں کہ یہ بہت کم ہے، اور جب اسے یہ محسوس ہو کہ اسے انعام وکرام اور چائے پانی نہیں ملے گا یا اس کی مقدار کم ہوگی تو وہ کام میں سستی و کاہلی برتنے لگتے ہیں، جہاں زیادہ کام کی ضرورت ہوتی ہے وہاں وہ بہت ہی سستی برتتے ہیں.

اس پر غور فکر کرنے والا شخص محسوس کریگا کہ اس انعام وکرام اور چائے پانی کی ادائیگی کے نتیجہ میں کئی ایک خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جن کا خلاصہ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے :

1- جب ملازم کو اپنے محکمہ سے اجرت اور تنخواہ ملتی ہو تو اسے ہدیہ اور عطیہ دینے کی کوئی ضرورت اور وجہ نہیں، بلکہ سنت نبویہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا کرنا حرام ہے.

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ :

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو اسد کے ایک شخص جس کا نام ابن اللتبیۃ تھا کو زکاۃ اکٹھی کرنے کے لیے بھیجا، جب وہ زکاۃ اکٹھی کر کے لایا تو کہنے لگا : یہ تمہارا ہے، اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا :

" اس اہلکار کی حالت کیا ہے جسے ہم کسی کام کے لیے روانہ کرتے ہیں تو وہ آ کر کہتا ہے : یہ آپ کا ہے، اور یہ میرا، تو وہ اپنے ماں باپ کے گھر ہی کیوں نہ بیٹھا رہا اور انتظار کرے کہ آیا اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں ؟

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ جو کچھ بھی لائے گا روز قیامت اسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہوگا، اگر وہ اونٹ ہے تو آواز نکال رہا ہوگا، یا گائے ہوگی تو وہ بھائیں بھائیں کر رہی ہوگی، یا پھر بکری ہوگی تو وہ ممیا رہی ہوگی"

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے تو ہم نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی، اور فرمایا : خبردار رہو، میں نے پہنچا دیا ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (7174) صحیح مسلم حدیث نمبر (1832).

حدیث میں استعمال الفاظ کے معانی :

الرغاء : اونٹ کی آواز کو کہتے ہیں :

الخوار: گائے کی آواز کو کہا جاتا ہے.

یعار: بکری کے ممیانے کی آواز کو کہا جاتا ہے.

جائز اور حرام ہدیہ میں فرق یہ ہے کہ:

جو چیز انسان کے کام اور عمل کی بنا پر ہو وہ حرام ہے، اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ: انسان اپنے حال کو دیکھے کہ اگر وہ اس کام میں نہ ہوتا تو کیا اسے یہ ہدیہ دیا جاتا؟

اور یہی چیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس فرمان میں بیان کر رہے ہیں:

"تو وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھ کر انتظار کرتا رہا کہ آیا اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں؟"

2- یہ انعام و کرام اور چائے پانی ملازم کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ وہ دینے والے سے محبت کرے حتی کہ وہ اسے ایسی چیز دے جو اس کا حق نہیں جس کے نتیجہ میں کام والے کو نقصان ہوگا.

3- یہ چیز ملازم کا دل میں ان لوگوں کے متعلق خرابی پیدا کریگا جو اسے کچھ بھی نہیں دینگے، تو اس طرح وہ ان کا کام اچھے اور بہتر طریقہ سے سرانجام نہیں دیگا، اور ان کے کام میں کوتاہی برتے گا.

4- اس سے ملازم کو سوال کرنے اور مانگنے کی جرات پیدا ہوگی اور وہ انعام و اکرام اور چائے پانی کے انتظار میں رہتا ہوا اسے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھے گا، جو کہ ایک بری عادت ہے، اس کے خلاف آواز اٹھانا اور اسے ختم کرنا ضروی ہے.

کیونکہ اسلام عزت نفس کی دعوت دیتے ہوئے دوسروں کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اسے جھانکنے کی بجائے اپنے آپ کو بلند کرنے کا کہتا ہے، بلکہ ضرورت کے بغیر تو کسی سے مانگنا بھی حرام ہے، اور اسلام اس پر راضی نہیں کہ اس طرح پوری امت کی اکثریت ہی مانگنے والوں میں بدل جائے چاہے یہ مانگنا اور سوال کرنے کو انعام و اکرام اور چائے پانی یا کمیشن جیسے نام کے غلاف میں لپیٹ لیا گیا ہو.

اور یہ خرابیاں ملازم کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کرنے کی مصلحت کے مخالف ہیں، اور جب ملازم فقیر اور محتاج ہو تو اس پر صدقہ کرنے کی مصلحت کے بھی مخالف ہے، یا پھر سوال کرنے والے کو نامراد واپس کرنے کی کراہت و ناپسندیدگی کی بنا پر اس کا سوال پورا کیا جانے کے بھی مخالف ہے.

اور اہل علم کے ہاں قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ:

مفاسد اور خرابیوں کو دور کرنا مصلحت لانے پر مقدم ہے، اس بنا پر انعام و اکرام اور چائے پانی کے نام سے موسوم ادائیگی کرنا جائز نہیں، صرف ایک بہت ہی تنگ سی صورت میں کہ جو ان خرابیوں سے خالی ہو مثلا ملازم اپنے کام سے فارغ ہو چکا ہو، اس یہ توقع نہ رہے کہ وہ ادائیگی کرنے والے کا کوئی اور کام نہیں کریگا، تو یہاں رشوت اور پسندیدگی کا شبہ ختم ہو جاتا ہے، اس طرح بطور عزت و اکرام یا تعاون کی مد میں اسے کچھ نہ کچھ دینا جائز ہوگا، جیسا کہ بعض اہل علم نے فتوی دیا ہے، اس کا بیان آگے آ رہا ہے، لیکن اولی اور بہتر یہی ہے کہ ایسا نہ کیا جائے؛ کیونکہ طلب کرنے اور مانگنے کی عادت بن جانے، اور جھانکنے کی خرابی موجود ہے، اور اسی طرح جو اسے نہ دیگا اس کے خلاف اس کا دل خراب ہونے والی خرابی بھی موجود رہے گی.

اس مسئلہ میں اہل علم کی کلام میں سے چند ایک ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

1– مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے :

سوال :

ایسے شخص کے بارہ میں شریعت کا حکم کیا ہے جسے دوران کام بغیر کسی مطالبہ کے کچھ رقم دی جائے، یا پھر اس نے وہ رقم لینے کے لیے کوئی حیلہ بازی کی ہو.

اس کی مثال یہ ہے کہ : محلہ کے ناظم یا نمبردار کے پاس لوگ تعارفی لیٹر لینے آتے ہیں کہ وہ اس کے محلہ میں رہائش پذیر ہیں، اور اس کے عوض میں وہ اسے پیسے دیتے ہیں. . . . تو کیا اس کے لیے یہ رقم لینی جائز ہے، اور کیا یہ مال حلال شمار ہو گا ؟

اور کیا اس کا استدلال درج ذیل حدیث سے کیا جا سکتا ہے :

سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کرتے ہیں وہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے فرمایا :

مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مال بطور عطیہ دیا کرتے تھے، تو میں انہیں عرض کرتا : آپ یہ مال اسے دیں جو مجھ سے بھی زیادہ محتاج اور ضرورتمند ہو، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے :

"اسے لے لو، جب اس مال میں سے کچھ تیرے پاس بغیر مانگے آئے اور نہ ہی تو اسے جھانکنے والا ہو تو اسے لیکر اسے اپنا مال بناؤ اور پھر اگر چاہو تو اسے صدقہ کردو، اور جو نہ آئے تو اپنے آپ کو اس کے پیچھے مت لگاؤ"

سالم رحمہ اللہ کہتے ہیں : تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کسی سے بھی کبھی کوئی چیز طلب نہیں کرتے تھے، اور اگر انہیں کوئی عطیہ دیا جاتا تو اسے رد نہیں کرتے تھے"

صحیح بخاری اور صحیح مسلم. ؟

اس کے جواب میں کمیٹی کا کہنا تھا :

جواب :

اگر تو واقعتا ایسا ہی ہے جیسا کہ سوال میں بیان ہوا ہے تو پھر محلہ کے ناظم یا نمبردار کو جو کچھ دیا گیا ہے وہ حرام ہے؛ کیونکہ وہ رشوت ہے، اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث کے ساتھ اس موضوع کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے؛ کیونکہ وہ حدیث تو اس شخص کے متعلق ہے جسے مسلمانوں کے بیت المال سے مسلمانوں کا حکمران بغیر کسی سوال اور طلب کرنے یا بغیر جھانکے کسی شخص کو عطا کرے" انتہی

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (548/23).

2– شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ تعالی سے درج ذیل سوال کیا گیا :

ہمارا ایک شادی ہال ہے جہاں مختلف قسم کی تقریبات کی جاتی ہیں اور اس میں باورچی بھی رکھے ہوئے ہیں، ان میں سے بعض باورچی تنخواہ کے علاوہ انعام واکرام اور چائے پانی کا مطالبہ بھی کرتے ہیں؛ تو کیا بطور انعام واکرام اور چائے پانی ملازم کو کچھ رقم دینی جائز ہے؛ وہ اس طرح کہ لوگوں سے لینے کا عادی ہو چکا ہے ؟

شیخ حفظہ اللہ نے جواب دیا :

"اگر تو اس ملازم کی تنخواہ مقرر ہے اور مالک کی جانب سے اس کی اجرت مقرر کر دی گئی ہے؛ تو کسی بھی شخص کے لیے اسے کچھ دینا جائز نہیں؛ کیونکہ ایسا کرنے سے وہ دوسرے کے لیے خرابی پیدا کریگا؛ کیونکہ بعض لوگ فقراء ہوتے ہیں جو انہیں کچھ نہیں دے سکتے؛ تو یہ عمل ایک برا طریقہ ہے" انتہی.

ماخوذ از : المنتقى فی فتاوی الشیخ الفوزان جلد (3) سوال (233).

3– شیخ عبد الرحمن البراک حفظہ اللہ سے دریافت کیا گیا :

ہوٹل کے ملازم اور ویٹر کو بل سے زیادہ (جسے بخشیش کا نام دیا جاتا ہے) رقم دینے کا حکم کیا ہے ؟

شیخ کا جواب تھا :

"ملازم یا ویٹر کو یہ زیادہ رقم دینی جائز نہیں، کیونکہ یہ آپ کی جانب سے رشوت شمار ہوگی تا کہ وہ آپ کو اچھی اور بہتر سروس مہیا کرے، یا پھر آپ کو باقی لوگوں سے زیادہ کھانا فراہم کرے، اور ملازم کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی ایک شخص کو باقی افراد سے زیادہ سروس فراہم کرے، بلکہ ملازم کو چاہیے کہ وہ سب لوگوں کے ساتھ ایک جیسا ہی معاملہ کرے.

لیکن .... اگر اس زیادہ رقم سے رشوت، یا ایک دوسرے کو پسندیدگی کا شبہ ختم ہو جائے تو پھر اس وقت ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں.

جس طرح کہ اگر آپ اس محتاج اور ضرورتمند اور کمزور ملازم شخص پر احسان کا مقصد رکھتے ہوں، اور آپ اس ہوٹل پر بار بار نہ جاتے ہوں" انتہی. ماخوذ از : سوال نمبر (21605).

واللہ اعلم.